نحنُ انصاراللہ

مجلس انصار اللہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی اور دینی مجلّہ

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ

Aye! it is in the remembrance of Allah
that hearts can find comfort; (13:29)

سنو! اللہ ہی کے ذکر سے دل اطمینان پکڑتے ہیں۔

اکتوبر 2024ء، ربیع الثانی 1446، اخاء 1403
www.nahnuansarullah.ca

مکرم صدر صاحب مجلس انصار اللہ کینیڈا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے مجلس انصار اللہ کینیڈا کے سالانہ نیشنل اجتماع کے لئے پیغام کی درخواست کی تھی۔اس موقع پر میں آپ سب انصار کو کچھ اہم ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں احمدیت کی نعمت سے نوازا ہے۔ یہ اس کا بہت بڑا احسان ہے جس کا شکر ادا کرنا ہم پر فرض ہے۔ مجلس انصار اللہ کے اراکین کی حیثیت سے آپ کی ذمہ داریاں بہت اہم ہیں۔ آپ جماعت کے وہ ستون ہیں جن پر ہماری جماعت کی آئندہ آنے والی نسلوں کی تربیت کی ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس نے جن وانس کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ پس آپ کو چاہیے کہ اس حکم کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھتے ہوئے اپنی عبادتوں کے معیاروں کو بلند کرنے کی کوشش کریں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ نماز وہ دعا ہے جو جوش اور درد سے مانگی جاتی ہے۔ اپنی نمازوں میں اسی جذبے کو پیدا کریں تا کہ آپ کی دعائیں قبولیت کا درجہ پائیں۔

دوسری اہم ذمہ داری اپنی اولاد کی تربیت ہے۔ اس دور میں جہاں ہر طرف کفر و الحاد پھیلا ہوا ہے آپ کی یہ ذمہ داری ہے کہ اپنی نسلوں کو دین سے جوڑے رکھیں۔ انہیں دین کی صحیح تعلیم دیں اور ان کے سامنے اپنے اعلیٰ اخلاقی نمونے قائم کریں۔ آپ اپنے گھروں کے نگران ہیں اور اپنی اولادوں کی دینی اور اخلاقی تربیت کے ذمہ دار ہیں۔ اس لیے آپ کا فرض ہے کہ ان میں نمازوں کی پابندی، قرآن کریم کی تلاوت اور جماعتی پروگراموں میں شرکت کی عادت ڈالیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اس جماعت کا مقصد حقیقی معرفت اور تقویٰ کو دوبارہ قائم کرنا ہے۔ اس مقصد کے لئے اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کریں اور اپنے ماحول میں اسلام کی خوبصورت تعلیم کو پھیلائیں۔

پھر انصار اللہ پر یہ ذمہ داری بھی ہے کہ وہ اشاعت اسلام کا فریضہ نبھائیں۔ اپنے اندر تبلیغ کا جذبہ پیدا کریں اور اعلائے کلمۃ اللہ کی فکر میں رہیں۔ یہ ذمہ داریاں آسان نہیں ہیں۔ ان پر عمل کے لئے آپ کو مسلسل کوشش اور محنت اور دعا کرنی ہوگی۔ اور اگر آپ مستقل مزاجی سے ثابت قدم رہے تو اللہ تعالیٰ ضرور آپ کی مدد فرمائے گا۔ اس لئے اس اجتماع سے یہ عہد کر کے اٹھیں کہ آپ اپنی ذمہ داریوں کو پوری طرح نبھائیں گے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے کو اپنی اولین ذمہ داری سمجھیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کے علمی، دینی اور روحانی معیاروں کو بلند کرے۔ اللہ آپ کا یہ اجتماع ہر لحاظ سے بابرکت اور کامیاب فرمائے۔ آمین

مجلس انصار اللہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی اور دینی مجلّہ
اکتوبر 2024ء

نگران
عبدالحمید وڑائچ صدر مجلس انصار اللہ کینیڈا

مدیرِ اعلیٰ
سہیل احمد ثاقب نائب صدر مجلس انصار اللہ کینیڈا

مینیجر
محمد موسیٰ قائد اشاعت مجلس انصار اللہ کینیڈا

مدیران
غلام مصباح بلوچ نائب صدر صفِ دوم مجلس انصار اللہ کینیڈا
ڈاکٹر حمید احمد مرزا، معتز القزق

معاونین،
کاشف بن ارشد ایڈیشنل قائد اشاعت مجلس انصار اللہ کینیڈا
مسعود احمد نائب قائد اشاعت مجلس انصار اللہ کینیڈا
نثار احمد شمس ڈاکٹر محی الدین مرزا، ظفر ندیم، منصور چغتائی

بین الاقوامی اشاعت حوالہ نمبر ISSN 2560-886X (Print) ISSN 2560-8878 (Online)
رابطہ : editor@ansar.ca / ishaat@ansar.ca / Tel: 905-417-1800

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

قال اللہ عزّ وجل

اِنَّآ اَرۡسَلۡنٰکَ شَاہِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیۡرًا ○ لِّتُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ وَتُعَزِّرُوۡہُ وَتُوَقِّرُوۡہُ ؕ
وَتُسَبِّحُوۡہُ بُکۡرَۃً وَّاَصِیۡلًا ○ اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ ؕ یَدُ اللّٰہِ فَوۡقَ
اَیۡدِیۡہِمۡ ۚ فَمَنۡ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنۡکُثُ عَلٰی نَفۡسِہٖ ۚ وَمَنۡ اَوۡفٰی بِمَا عٰہَدَ عَلَیۡہُ اللّٰہَ فَسَیُؤۡتِیۡہِ
اَجۡرًا عَظِیۡمًا ○ (سورۃ الفتح: 9تا 11)

ترجمہ: یقیناً ہم نے تجھے ایک گواہ اور بشارت دینے والے اور ڈرانے والے کے طور پر بھیجا۔ تا کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو اور اس کی تعظیم کرو اور صبح وشام اس کی تسبیح کرو۔ یقیناً وہ لوگ جو تیری بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی کی بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ہے جو اُن کے ہاتھ پر ہے۔ پس جو کوئی عہد توڑے تو وہ اپنے ہی مفاد کے خلاف عہد توڑتا ہے اور جو اُس عہد کو پورا کرے جو اُس نے اللہ سے باندھا تو یقیناً وہ اسے بہت بڑا اجر عطا کرے گا۔

(تفسیر صغیر)

تفسیر: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے۔ واضح ہو کہ جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرتے تھے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر بیعت کیا کرتے تھے اور مردوں کے لئے یہی طریق بیعت کا ہے سو اس جگہ اللہ تعالیٰ نے بطریق مجاز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کو اپنی ذات اقدس ہی قرار دے دیا اور ان کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا۔ یہ کلمہ مقام جمع میں ہے جو بوجہ نہایت قرب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بولا گیا ہے۔

(سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۲۷۵ حاشیہ)

قال الرسول ﷺ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ، أَنَّ أَعْرَابِيًّا، قَالَ لِرَسُولِ اللّٰه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم إِنَّ شَرَائِعَ الْإِسْلاَمِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ فَأَنْبِئْنِي مِنْهَا بِشَىْءٍ أَتَشَبَّثُ بِهِ۔ قَالَ ”لاَ يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ“

(سنن ابن ماجہ کتاب الادب)

حضرت عبداللہ بن بُسرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نے آنحضور ﷺ سے عرض کی کہ حضور ﷺ اسلام کی ساری باتوں کو یاد رکھنا میرے لیے مشکل ہے، آپؐ مجھے ان میں سے کوئی ایسی بات بتائیں جو آسان ہو پھر میں اس پر مضبوطی سے عمل کروں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اپنی زبان کو ذکر الٰہی سے تر رکھا کرو۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُولُ ”أَلاَ أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يُكَفِّرُ اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَزِيدُ بِهِ فِي الْحَسَنَاتِ“. قَالُوا بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰه. قَالَ ”إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عِنْدَ الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطَى إِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلاَةِ بَعْدَ الصَّلاَةِ۔

(سنن ابن ماجہ کتاب المساجد والجماعات باب الْمَشْيِ إِلَى الصَّلاَةِ)

حضرت ابوسعید الخذریؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے آنحضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کیا میں تمہیں ایسی بات بتاؤں جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور اس کی نیکیوں کو بڑھاتا ہے۔صحابہؓ نے عرض کیا ضرور یارسول اللہ! حضور ﷺ نے فرمایا دل نہ چاہنے کے باوجود اچھی طرح وضو کرنا، مسجد کی طرف زیادہ قدم اٹھا کر آنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔

کلام المہدی علیہ السلام

”مسلم .... نے آخری زمانہ کی علامات کا ذکر کرتے ہوئے ایک نئی سواری کا ذکر کر کے یہ کہا لَيُتْرَكَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا يُسْعٰى عَلَيْهَا اور قرآن شریف نے اسی مضمون کو عبارت ذیل میں بیان فرما کر اور بھی صراحت کر دی کہ وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ (التکویر: 5)۔قرآن وحدیث کا تطابق اور پھر عملی رنگ میں اس دور دراز زمانہ میں جبکہ ان پیشگوئیوں کو تیرہ سو برس سے بھی زائد عرصہ گزر چکا ہے ان کا پورا ہونا ایمان کو کیسا تازہ اور مضبوط کرتا ہے..... پس جب یہ پیشگوئی جو آثارِ قربِ قیامت اور مسیح موعودؑ کی آمد کے نشانات میں سے ایک زبردست اور اقتداری پیشگوئی ہے، پوری ہو رہی ہے تو ایمان لانا چاہیے کہ مسیح موعود بھی موجود ہے۔“

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 493،492)

کلام الامام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

”

یاد رکھنا چاہیے کہ جماعتی خدمت کو کوئی معمولی خدمت نہیں سمجھنا چاہیے۔ سرسری طور پر نہیں لینا چاہیے۔ ہم میں سے ہر ایک نے چاہے وہ عہدیدار ہے یا ایک عام احمدی ہے اُس نے یہ عہد کیا ہے کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم کرے گا اور جب ایک شخص دین کی خدمت یا بحیثیت عہدیدار کسی خدمت کے کرنے کو قبول کرتا ہے یا اس خدمت پر مامور کیا جاتا ہے تو اس پر دوسروں سے زیادہ بڑھ کر یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے عہد کو پورا کرے اور یاد رکھے کہ یہ عہد اس نے اللہ تعالیٰ سے کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے عہدوں کو پورا کرنے کا کئی جگہ قرآن کریم میں ذکر فرمایا ہے۔ پس ہمیشہ یاد رکھیں اللہ تعالیٰ نے یہ بڑا واضح فرمایا ہے کہ تمہارے سپرد کی گئی امانتیں جن کو تم قبول کرتے ہو تمہارے عہد ہیں، پس اپنی امانتوں اور اپنے عہدوں کو پورا کرو۔ ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قول کے سچے اور تقویٰ پر چلنے والوں کو یہ نشانی بتائی ہے کہ (البقرۃ: 871) یعنی اپنے عہد کو جب کوئی عہد کرلیں پورا کرنے والے ہیں۔“

(خطبہ جمعہ 15/جولائی 2016ء مسجد بیت الفتوح لندن)

فارسی منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ایکه تو طالب خدا ہستی
آن یقین جو که بخشدت مستی
اے وہ شخص کہ جو خدا کا طالب ہے تو ایسا یقین تلاش کر جو تجھے سرشار کر دے

آن یقین جو که سیل تو گردد
همه دریا رمیل تو گردد
وہ یقین ڈھونڈ جو تیرے لئے سیلاب بن جائے اور تیری ساری محبت خدا کے لئے ہی ہو جائے

آن یقین جو که آتش افروزد
ہر چه غیر خدا همه سوزد
وہ یقین ڈھونڈ جو ایسی آگ جلائے جو کہ ہر ماسوا اللہ کو بھسم کر ڈالے

ازیقین ست زہد و عرفاں ہم
گفتمت آشکارو پنہاں ہم
یقین ہی کی بدولت زہد اور عرفان بھی حاصل ہوتا ہے یہ بات میں نے تجھ سے ظاہراً بھی کہہ دی اور مخفی بھی

ہر که دور از نگار خواهد ماند
نفس دون را شکار خواهد ماند
جو شخص محبوب سے دور رہے گا۔ وہ ہمیشہ نفس دنی کا شکار رہے گا

گر ترا آرزوئے دیدارست
پاک دل شو نه مشکل این کاراست
اگر تجھے دیدار کی خواہش ہے تو پاک دل ہو جا۔ یہ بات مشکل نہیں ہے

چاره دل کلام دلداراست
ہر چه غیرش کنند بیکاراست
دل کا علاج تو دلدار کا کلام ہے اُس کے سوا جو علاج بھی لوگ تجویز کریں وہ فضول ہے

سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ برطانیہ 2024ء کے اختتامی اجلاس سے سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز خطاب فرمودہ 29 ستمبر 2024ء (مطبوعہ روزنامہ الفضل لندن ۱۹ نومبر ۲۰۲۴ء)

(قیادت تبلیغ مجلس انصار اللہ کینیڈا)

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ﴿۱﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ﴿۲﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ؕ﴿۳﴾ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ؕ﴿۴﴾ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

آج ہمارے ساتھ اس اجتماع میں بیلجیم کے انصار بھی شامل ہیں جن کا اجتماع ہو رہا ہے اور شاید ایک آدھ جگہ اَور بھی ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو توفیق دے کہ اس اجتماع سے بھرپور فائدہ اٹھانے والے ہوں۔

ہم جس معاشرے میں رہ رہے ہیں جہاں ترقی کے نام پر ہر قسم کی آزادی اور بے جا آزادی کو رواج دیا جارہا ہے، آزادی کے نام پر لغو قسم کی حرکات کو بھی جائز قرار دیا جارہا ہے ایسے میں انصار اللہ کی ذمہ داریاں پہلے سے بہت بڑھ جاتی ہیں کیونکہ انصار اللہ وہ تنظیم ہے، جماعت کا وہ حصہ ہے جو اپنی بلوغت کی عمر کو پہنچ چکا ہے اور اس لحاظ سے اس کی ذمہ داری ہے کہ باقی افراد جماعت کے لیے نمونہ بنیں۔

پس اس بات کو سمجھتے ہوئے ان باتوں کو اپنانے، ان پر عمل کرنے اور اسے پھیلانے کی کوشش کریں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے چاہتے ہیں اور جس کے پورا کرنے کے لیے ہم نے آپؑ کی بیعت کی ہے۔ ہم نے اپنے گھروں کے ماحول کو بھی ایسا بنانا ہے جہاں یہ پاک نمونے قائم ہوں۔ اپنے بیوی بچوں کے سامنے بھی ایسے نمونے قائم کرنے ہیں جو ان کے لیے ایک نمونہ ہوں اور اپنے معاشرے اور ماحول میں بھی وہ نمونے قائم کرنے ہیں جو معاشرے کی بھلائی اور بہتری کے لیے ایک راستہ دکھانے والے ہوں۔ پس اس لحاظ سے ہماری بہت بڑی ذمہ داری ہے جس کو سمجھنا چاہیے اور اس کے لیے ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ پس اگر ہم نے اپنے نمونے نہ دکھائے، اس عمر کو پہنچ کر جو ہماری انتہائی بلوغت کی عمر ہے اپنے وہ نمونے قائم نہ کیے جو دوسروں کے لیے مثال ہوں تو پھر ہم اپنی بیعت کا بھی حق ادا کرنے والے نہیں ہوں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مختلف جگہوں پر ہمیں نصائح فرمائی ہیں۔ چھوٹی سے چھوٹی بات سے لے کر بڑی باتوں تک ہر قسم کی نصیحتیں فرمائیں۔

اس وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض باتیں آپ کے سامنے پیش کروں گا۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے کیا چاہتے ہیں۔

پہلی بات تو یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں یہ نصیحت فرمائی کہ اپنے گھروں کے ماحول کو ایسا بناؤ جہاں محبت اور پیار نمایاں ہو کیونکہ گھر معاشرے کی وہ چھوٹی اکائی ہے جس میں اگر امن اور سلامتی ہو، پیار اور محبت ہو تو پھر وہی پیغام باہر لوگوں کو بھی پہنچتا ہے، وہی پیغام سارے گھر کے افراد کو بھی پہنچتا ہے اور وہ پھر آگے اس کو پہنچانے والے ہوتے ہیں۔

عورتوں سے حسن معاشرت کے طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑی نصیحت فرمائی ہے اور ایک دفعہ لوگوں کو نصیحت کرتے ہوئے بڑے درد سے فرمایا کہ لوگ تو بلاوجہ عورتوں کو اپنی دشنام طرازی کا نشانہ بنالیتے ہیں ان کو برا بھلا کہہ دیتے ہیں ان سے لڑائی جھگڑا بھی کر لیتے ہیں لیکن ایک موقع پر آپؑ اپنا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”میرا یہ حال ہے کہ ایک دفعہ میں نے اپنی بیوی پر آوازہ کسا تھا اور میں محسوس کرتا تھا کہ وہ بانگ بلند“ یعنی اونچی آواز جو ہے ”دل کے رنج سے ملی ہوئی ہے۔“ اس میں غصہ شامل ہے اور ”بایں ہمہ کوئی دلآزار اور درشت کلمہ منہ سے نہیں نکالا تھا۔“ اس کے علاوہ کوئی ایسی بات نہیں کی تھی جو سخت ہو صرف آواز اونچی تھی لیکن ”اس کے بعد“ فرماتے ہیں ”میں بہت دیر تک استغفار کرتا رہا اور بڑے خشوع اور خضوع سے نفلیں پڑھیں اور کچھ صدقہ بھی دیا کہ یہ درشتی زوجہ پر کسی پنہانی معصیت الٰہی کا نتیجہ ہے۔“ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 2 ایڈیشن 1984ء) شاید کوئی میرا چھپا ہوا ایسا گناہ ہے جس کی وجہ سے ایسے سخت الفاظ یا اونچی آواز میرے منہ سے نکل گئی۔

پس یہ وہ معیار ہے جو ہمیں اپنے گھروں میں قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ چالیس سال کی عمر میں آپ انصار میں شامل ہو جاتے ہیں اور یہ عمر ایک ایسی ہے جو پوری بلوغت کی عمر ہے اور یہی عمر ایسی ہے جہاں بعض دفعہ انسان اپنے جذبات بھی قابو میں نہیں رکھتا جس کو خیال ہوتا ہے کہ میری عمر ایسی آ گئی ہے کہ میرا عزت اور احترام بھی زیادہ ہونا چاہیے۔ اگر بیوی کی طرف سے کوئی ایسی بات ہو جائے جو مزاج کے خلاف ہو تو بہت سارے معاملات ایسے آتے ہیں جہاں پتہ لگتا ہے کہ خاوند پھر بہت زیادہ سختی بیویوں پر شروع کر دیتے ہیں یا بیویوں کے جو قریبی رشتے ہیں ان کے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہیں کہ جو پھر بیوی کو نامناسب لگتا ہے اور اس کی طبیعت پر اس کا منفی اثر ہوتا ہے جس کی وجہ سے پھر ایک بے چینی اور بدمزگی گھر میں پیدا ہو جاتی ہے اور اس کا نتیجہ پھر یہ نکلتا ہے کہ بچوں پر بھی برا اثر پڑتا ہے بچوں کی تربیت پر برا اثر پڑتا ہے۔ بچے بعض دفعہ دیکھ لیتے ہیں کہ باپ کے نامناسب رویے کی وجہ سے ہماری ماں کے جذبات کو ٹھیس پہنچی ہے یا باپ ہماری ماں کے جذبات کا صحیح احترام نہیں کرتا اور خیال نہیں رکھتا یا ہمارا باپ اپنے رشتے داروں سے حسن سلوک نہیں کرتا۔ چاہے وہ رحمی رشتہ دار ہوں یا سسرالی رشتہ دار ہوں۔ پھر اس کا اثر بچوں پر پڑتا ہے اور وہ بھی پھر گھر کے ماحول سے بیزار ہوتے ہیں اور باہر جا کر سکون تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور جب وہ باہر جاتے ہیں تو باہر کے ماحول میں پھر جیسا بھی ماحول میسر ہے ان کو مل جاتا ہے جس کی وجہ سے پھر برائیاں پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہیں اور بہت سارے بچے اسی لیے بگڑتے ہیں کہ وہ گھروں کے ماحول سے بیزار ہوتے ہیں یا گھروں کے ماحول میں ان کو تسلی نہیں ملتی۔ گھروں کے ماحول میں ان کو بے چینی مل رہی ہوتی ہے۔

پس اس لحاظ سے یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ مرد اپنی نسلوں کی اصلاح کے لیے، اپنی نسلوں کو بچانے کے لیے، اپنی نسلوں میں دین کی محبت پیدا کرنے کے لیے، اپنی نسلوں کو خدا تعالیٰ سے جوڑنے کے لیے، اپنی نسلوں میں جماعتی احترام اور تعلق پیدا کرنے کے لیے ایسے نمونے قائم کریں جو ایک مثال ہوں۔ ان کے گھروں میں ایک سکون ہو۔ یہ گھروں کا سکون جو ہے جب یہ حاصل ہو جائے گا تو پھر ہر طرف ایک امن اور سکون کی فضا نہیں نظر آئے گی۔ اور بچے پھر اس ماحول میں گھروں میں رہ کر اپنے ماں باپ سے زیادہ تعلق پیدا کرنے والے ہوں گے اور اپنی اصلاح کر کے پھر دین سے بھی جڑنے والے ہوں گے کیونکہ ان کو پتہ ہو گا کہ میرا باپ جو کچھ بھی کر رہا ہے وہ دین کی تعلیم کے مطابق کر رہا ہے۔ پس یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے جو انصار کی عمر کو پہنچ کر پہلے سے زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ بیشک خدام الاحمدیہ کی بھی ذمہ داری ہے۔ ان کے بچے چھوٹے بچے ہوتے ہیں۔ خدام بھی بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کریں تا کہ بچپن سے ہی گھروں کا پُرسکون ماحول نظر آئے لیکن انصار کی عمر کو پہنچ کر بچے، بہت حد تک باشعور ہو جاتے ہیں بلکہ بالغ ہو جاتے ہیں اس لیے اس عمر کو پہنچ کے تو خاص طور پر اس بات کا اہتمام کرنا چاہیے کہ ہمارے گھریلو ماحول نہایت پیار اور محبت والے ہوں اور پُرامن رہنے والے ہوں۔ پھر بچوں کی تربیت کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک نسخہ بتایا ہے وہ یہ ہے کہ ان کے لیے دعا کرو اور نرمی کا سلوک کیا کرو اور نرمی اور پیار سے سمجھاؤ گے تو وہ بات سمجھیں گے بھی اور ان کو یہ شکوہ بھی نہیں ہو گا کہ ہمارا باپ سختی کر رہا ہے یا ہمیں غلط

> انصار اللہ وہ تنظیم ہے، جماعت کا وہ حصہ ہے جو اپنی بلوغت کی عمر کو پہنچ چکا ہے اور اس لحاظ سے اس کی ذمہ داری ہے کہ باقی افراد جماعت کے لیے نمونہ بنیں اپنے گھروں کے ماحول کو ایسا بناؤ جہاں محبت اور پیار نمایاں ہو

باتوں پر بلاوجہ ڈانٹ ڈپٹ ہو رہی ہے۔ ڈانٹ ڈپٹ تو ہوتی ہی غلط باتوں پر ہے، غلط باتوں پر بھی ڈانٹ ڈپٹ اگر ضرورت سے زیادہ ہو جائے تو وہ بھی غلط چیز ہے۔ غلط بات ہی ہے جیسا کہ میں نے کہا اس پہ ڈانٹ ڈپٹ ہوتی ہے۔ اچھی باتوں پہ تو کوئی نہیں ڈانٹتا لیکن اس کا بھی اگر صحیح موقع پر نہیں ہو، صحیح طریقے سے نہ ہو تو بچوں پر برا اثر پڑتا ہے۔ اس لیے ہمیشہ اس بات کی کوشش کرنی چاہیے کہ بلاوجہ کی ڈانٹ ڈپٹ نہ ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "ہدایت اور تربیت حقیقی خدا تعالیٰ کا فعل ہے۔ سخت پیچھا کرنا اور ایک امر پر اصرار کو حد سے گزار دینا یعنی بات بات پر بچوں کو روکنا اور ٹوکنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ گویا ہم ہی ہدایت کے مالک ہیں اور ہم اس کو اپنی مرضی کے مطابق ایک راہ پر لے آئیں گے۔ یہ ایک قسم کا شرک خفی ہے اس سے ہماری جماعت کو پرہیز کرنا چاہیے۔"

آپؑ فرماتے ہیں "اس سے ہماری جماعت کو پرہیز کرنا چاہیے۔" فرمایا "ہم تو اپنے بچوں کے لیے دعا کرتے ہیں اور سرسری طور پر قواعد اور آداب تعلیم کی پابندی کراتے ہیں۔ بس اس سے زیادہ نہیں اور پھر اپنا پورا بھروسہ اللہ تعالیٰ پر رکھتے ہیں جیسا کسی میں سعادت کا تخم ہو گا وقت پر سرسبز ہو جائے گا۔" (ملفوظات جلد 2 صفحہ 5 ایڈیشن 1984ء)

پھر آپؑ نے یہ بھی فرمایا کہ بچوں کے لیے دعا کرنی چاہیے۔ میں اپنے بچوں کے لیے بہت دعا کرتا ہوں اور یہ تبھی ہو گا جب آپ لوگوں کو ہم سب کو اللہ تعالیٰ سے ایسا تعلق پیدا ہو گا اور دعا پر اتنا یقین ہو گا کہ ہم یہ سمجھیں گے کہ دعا کے بغیر ہمارا گزارہ نہیں اور اپنی پانچ وقت کی نمازوں میں رقت پیدا کرنے کی کوشش کریں گے، درد پیدا کرنے کی کوشش کریں گے، بچوں کے لیے خاص دعائیں کرنے کی کوشش کریں گے تاکہ ہماری نسلیں بھی بچ جائیں اور ہمیشہ دین کے ساتھ جڑی بھی رہیں اور خدا تعالیٰ سے تعلق بھی ان کا پختہ ہوتا چلا جائے۔

پھر ایک نصیحت آپؑ نے یہ بھی فرمائی کہ نیکی کرنے والوں کے ساتھ نیکی کرو اور بدی کرنے والوں کو معاف کر دو، معافی کی عادت بھی ڈالو۔ بعض دفعہ دیکھا گیا ہے کہ ہمارے ہاں ذرا ذرا سی بات پر جب جھگڑے ہو جاتے ہیں تو پھر انسان معاف نہیں کرتا اس کو دل میں رکھتا ہے اور دل میں رکھ کر پھر وہ بات بڑھا تا چلا جاتا ہے۔ یہ چیز جو ہے یہ ناپسندیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے اور اسلام کی تعلیم میں اس کو بہت زیادہ ناپسند کیا گیا ہے اور اس سے منع کیا گیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "سنو اور یاد رکھو کہ خدا اس طرز عمل کو پسند نہیں فرماتا تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو اور محض خدا کے لیے رکھتے ہو نیکی کرنے والوں کے ساتھ نیکی کرو اور بدی کرنے والوں کو معاف کرو۔" (روئداد جلسہ دعا، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 621) یعنی نیکی کرنے والوں کے ساتھ تو نیکی ہے ہی اگر نہیں کرو گے تو یہ تو بہت بڑی برائی ہے اور بہت بڑا گناہ ہے لیکن فرمایا کہ بدی کرنے والوں کو بھی معاف کر دو کیونکہ یہ بھی ایک نیکی ہے۔ جب ان کو معاف کرو گے تو یہ نیکی ہو گی۔ پس اس لحاظ سے ہمیشہ اپنے دلوں میں وسعت پیدا کریں اور اپنے سے برائی کرنے والوں سے بھی صرف نظر کریں اور جس حد تک ممکن ہو سوائے اس کے کہ کسی بہت بڑے نقصان کا احتمال ہو یا جماعتی نقصان ہوتا ہو تب اس کو سزا دینے کے لیے جو مناسب فورم ہے وہاں تو جا سکتے ہیں لیکن خود کبھی ایسی باتیں نہ کریں جس سے لڑائی جھگڑے کی صورتحال پیدا ہو اور معاشرے کا امن برباد ہو اور صرف معاشرے کا امن برباد نہیں ہو گا بلکہ ہمارے یہ نمونے دیکھ کر ہمارے بچوں پر بھی منفی اثر پڑے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ میں تو جماعت کو باہم اتفاق و محبت سے رہنے کی نصیحت کرنے کے لیے آیا ہوں۔ فرمایا کہ دو ہی مسئلے ہیں میرے جن کو لے کر میں آیا ہوں۔ اول یہ کہ خدا کی توحید اختیار کرو۔ دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو۔ وہ نمونہ دکھاؤ جو دوسروں کے لیے ایک کرامت کا نمونہ ہو جائے۔ ایسی نظیر ہو ایسا نمونہ ہو جو دوسروں کو مجبور کرے کہ واقعی ان لوگوں کا غیر معمولی حوصلہ اور فعل ہے اور غیر معمولی اخلاق ہیں جس کی وجہ سے یہ آپس میں محبت رکھتے ہیں اور نہ صرف آپس میں محبت رکھتے ہیں بلکہ ہر انسان سے ایک محبت کا تعلق رکھنے والے ہیں۔

آپؑ نے ایک جگہ فرمایا کہ "جماعت کے باہم اتفاق و محبت پر میں پہلے بہت دفعہ کہہ چکا ہوں کہ تم باہم اتفاق رکھو اور اجتماع کرو۔ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہی تعلیم دی تھی کہ تم وجود واحد رکھو ورنہ ہوا نکل جائے گی۔ نماز میں ایک دوسرے کے ساتھ جڑ کر کھڑے ہونے کا حکم اسی لیے ہے کہ باہم اتحاد ہو۔ برقی طاقت کی طرح" یعنی بجلی جس طرح تاروں کے ذریعہ سے چلتی ہے اس طرح "ایک کی خیر دوسرے میں سرایت کرے گی۔ اگر اختلاف ہو اتحاد نہ ہو تو پھر بے نصیب رہو گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آپس میں محبت کرو اور ایک دوسرے کے لیے غائبانہ دعا کرو۔ اگر ایک شخص غائبانہ دعا کرے تو فرشتہ کہتا ہے کہ تیرے لیے بھی ایسا ہی ہو۔ کیسی اعلیٰ درجہ کی بات ہے کہ اگر انسان کی دعا منظور نہ ہو تو فرشتہ کی تو منظور ہوتی ہے۔ میں نصیحت کرتا ہوں" آپؑ فرماتے ہیں "میں نصیحت کرتا ہوں اور کہنا چاہتا ہوں کہ آپس میں اختلاف نہ ہو۔" (ملفوظات جلد 2 صفحہ 48 ایڈیشن 1984ء) اور یہ آپس کے اختلافات ہی ہیں جن کی وجہ سے آجکل ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کی جو حالت ہو رہی ہے کہ دشمن ان پر ہر طرف سے حملہ کر رہا ہے اور بظاہر غالب آ رہا ہے حالانکہ مومن کے ساتھ تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ان کو غلبہ عطا فرمائے گا لیکن یہاں تو الٹی صورت نظر آ رہی ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ مسلمانوں میں آپس میں اتفاق نہیں، اتحاد نہیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جس مقصد کے لیے آئے تھے اس کو پورا کرنے کے لیے ہم نے آپس میں بھی اتفاق اور اتحاد پیدا کرنا ہے اور معاشرے کو بھی

اس کی تعلیم دینی ہے۔

آپؑ مزید فرماتے ہیں کہ ”میں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں۔ اول خدا کی توحید اختیار کرو۔ دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو۔ وہ نمونہ دکھلاؤ کہ غیروں کے لیے کرامت ہو۔“

آپؑ فرماتے ہیں کہ ”یہی دلیل تھی جو صحابہؓ میں پیدا ہوئی تھی کُنۡتُمۡ اَعۡدَآءً فَاَلَّفَ بَیۡنَ قُلُوۡبِکُمۡ۔ (آل عمران:104) یاد رکھو تالیف ایک اعجاز ہے۔“ فرمایا کہ ”یاد رکھو جب تک تم میں ہر ایک ایسا نہ ہو کہ جو اپنے لیے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لیے پسند کرے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ وہ مصیبت اور بلا میں ہے۔ اس کا انجام اچھا نہیں۔“ (ملفوظات جلد2 صفحہ48 ایڈیشن1984ء)

پس یہ بہت بڑی بات ہے، بہت بڑی تنبیہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو یہ فرمایا ہے کہ تم لوگ آپس میں دشمن تھے اور تمہارے درمیان الفت پیدا کرنے کے لیے اُس نے ایک دین قائم کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے اسلام کی تعلیم بھیجی اور پھر اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے اس دشمنی کو ختم کرنے کے لیے تمہیں ایک بنانے کے لیے تعلیم دی۔ اب تمہارا کام ہے کہ اس دشمنی کو کلیۃً مٹادو اور آپس میں محبت اور پیار پیدا کرو۔ پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ ی ”اد رکھو بغض کا جدا ہونا مہدی کی علامت ہے“ یعنی مہدی کے آنے کی علامت یہ ہے کہ جو اس کی جماعت میں شامل ہوں گے ان کا آپس کا بغض ختم ہو جائے گا تو تم نے جو مہدی کو منظور کیا ہے تو آپس کے جھگڑوں اور کینوں اور بغضوں کو دور کرنا پڑے گا۔ فرمایا کہ ”کیا وہ علامت پوری نہ ہو گی؟ وہ ضرور ہو گی۔“ اور فرمایا کہ میں امید رکھتا ہوں کہ ”میرے وجود سے انشاء اللہ ایک صالح جماعت پیدا ہو گی۔“ پس اگر ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صالح جماعت میں شامل ہونا ہے تو آپس کے بغضوں کو بھی دور کرنا ہو گا۔ فرمایا کہ ”باہمی عداوت کا سبب کیا ہے؟ بخل ہے۔ رعونت ہے۔ خود پسندی ہے اور جذبات ہیں۔“ فرمایا کہ ”جو اپنے جذبات پر قابو نہیں پا سکتے اور باہم محبت اور اخوت سے نہیں رہ سکتے۔ جو ایسے ہیں وہ یاد رکھیں کہ وہ چند روزہ مہمان ہیں جب تک کہ عمدہ نمونہ نہ دکھائیں۔“ وہ ظاہر میں تو یہ کہتے رہیں گے کہ ہم جماعت میں شامل ہیں لیکن حقیقت میں وہ اپنی زندگی تک ہی مہمان ہیں۔ چاہے وہ زندہ رہنے تک اپنے آپ کو احمدی ہونے کا دعویٰ کرتے رہیں جب تک کہ وہ عمدہ نمونہ دکھا کر اس تعلیم پر عمل نہ کریں وہ احمدی ہونے کا حق ادا نہیں کرتے جس کی تعلیم ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلامی تعلیم کی روشنی میں دی ہے۔ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی نظر میں احمدی نہیں ہیں۔ فرمایا ”مَیں کسی کے سبب سے اپنے اوپر اعتراض لینا نہیں چاہتا۔ ایسا شخص جو میری جماعت میں ہو کر میرے منشاء کے موافق نہ ہو وہ خشک ٹہنی ہے۔ اس کو اگر باغبان کاٹے نہیں تو کیا کرے۔“ (ملفوظات جلد2 صفحہ48، 49 ایڈیشن1984ء)

پھر آپؑ نے فرمایا، ایک نصیحت یہ فرمائی کہ دنیا کو مقصود بالذات نہ بناؤ بلکہ دین کو بناؤ اور دنیا اس کے لیے بطور خادم اور مرکب ہے۔ وضاحت کرتے ہوئے آپؑ نے فرمایا کہ مومن کو چاہیے کہ وہ جدوجہد سے کام کرے لیکن جس قدر مرتبہ مجھ سے ممکن ہے یہی کہوں گا یعنی بیشمار دفعہ بھی کہنا پڑے تو یہی کہوں گا کہ ”دنیا کو مقصود بالذات نہ بنالو۔ دین کو مقصود بالذات ٹھہراؤ اور دنیا اس کے لیے بطور خادم اور مرکب کے ہو۔“ خادم کے طور پر ہو۔ دنیا کی چیزیں مل کر دین کی خادم بننے والی چیزیں بن جائیں۔ یہ اسباب جو ہیں یہ دین سے دور ہٹانے والے نہ ہوں بلکہ یہ دین کی خدمت کرنے کے لیے مقرر کیے گئے ہیں ان سے فائدہ اٹھاؤ۔ فرمایا کہ ”دولت مندوں سے بسا اوقات ایسے کام ہوتے ہیں کہ غریبوں اور مفلسوں کو وہ موقع نہیں ملتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں خلیفہ اولؓ نے“ یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ ”جو بڑے ملک التّجار تھے مسلمان ہو کر لانظیر مدد کی اور آپؓ کو یہ مرتبہ ملا کہ صدیق کہلائے اور پہلے رفیق اور خلیفہ اوّل ہوئے۔“

(ملفوظات جلد2 صفحہ92 ایڈیشن1984ء)

آپؑ فرماتے ہیں کہ یہ مقام حضرت خلیفہ اوّل کو اس لیے ملا کہ آپؓ نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا جو عہد کیا تھا اس کو پورا کیا اور اگر ہر شخص اس عہد کو پورا کرتا رہے گا تو اس کو بھی حفظِ مراتب کے طور پر اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے نوازتا رہے گا۔ جو جو اس کا مقام ہے جیسا جیسا اس کی نیکیاں ہیں اس کے مطابق اللہ تعالیٰ ان کو نوازتا چلا جائے گا۔ یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ بغیر نوازے چھوڑے۔

پھر ایک جگہ نصیحت کرتے ہوئے آپؑ نے فرمایا کہ ”جہنم کیا چیز ہے؟“ فرمایا کہ ”ایک جہنم تو وہ ہے جس کا مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے وعدہ دیا ہے اور دوسرے یہ زندگی بھی اگر خدا تعالیٰ کے لیے نہ ہو تو جہنم ہی ہے۔“ اللہ تعالیٰ کو مقدم رکھو گے تو جنت ملے گی نہیں تو جہنم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”اللہ تعالیٰ ایسے انسان کا تکلیف سے بچانے اور آرام دینے کے لیے متولی نہیں ہوتا۔ یہ خیال مت کرو کہ کوئی ظاہری دولت یا حکومت، مال و عزت، اولاد کی کثرت کسی شخص کے لیے کوئی راحت یا اطمینان، سکینت کا موجب ہو جاتی ہے اور وہ دم نقد بہشت ہی ہوتا ہے؟ نہیں ہر گز نہیں۔ وہ اطمینان تسلی اور وہ تسکین جو بہشت کی انعامات میں سے ہیں ان باتوں سے نہیں ملتی وہ خدا ہی میں زندہ رہنے اور مرنے سے مل سکتی ہے جس کے لیے انبیاء علیہم السلام خصوصاً ابراہیم اور یعقوب علیہما السلام کی یہی وصیت تھی کہ لَا تَمُوۡتُنَّ اِلَّا وَاَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ۔ (البقرۃ:133)“ کہ جب تک فرمانبرداری نہ ہو اس وقت تک مرنا نہیں۔ یعنی اپنے مرنے تک تم نے فرمانبردار رہنا ہے۔ فرمایا کہ ”لذات دنیا تو ایک قسم کی ناپاک حرص پیدا کر کے طلب اور پیاس کو بڑھا دیتی ہیں۔ استسقاء کے مریض

کی طرح پیاس نہیں بجھتی۔ ’’ جس کو پانی کی پیاس کا مرض ہوتا ہے اس کی پیاس نہیں بجھتی اس طرح اس کی بھی پیاس نہیں بجھتی دنیا کی۔ دنیا میں ڈوبتے چلے جاؤ گے تو دنیا کی لالچ اور لالچ کی طرف لے جاتی رہے گی اور ایک پیاس کے مریض کی طرح انسان یہی چاہے گا کہ میں دولت کو حاصل کرتا ہی چلا جاؤں۔ پانی کو پیتا ہی چلا جاؤں اور فرمایا کہ پیاس نہیں بجھتی ’’یہاں تک کہ ہلاک ہو جاتے ہیں‘‘ پس دولت کا بھی یہی حال ہے کہ انسان دولت کے پیچھے اپنے آپ کو ہلاک کر لیتا ہے۔فرمایا کہ ’’یہ بے جا آرزوؤں اور حسرتوں کی آگ بھی مجملہ اسی جہنم کی آگ کے ہے جو انسان کے دل کو راحت اور قرار نہیں لینے دیتی بلکہ اس کو ایک تذبذب اور اضطراب میں غلطاں و پیچاں رکھتی ہے۔اس لیے میرے دوستوں کی نظر سے یہ امر ہرگز پوشیدہ نہ رہے۔‘‘ فرماتے ہیں میرے دوستوں کی نظر سے یہ امر پوشیدہ نہ رہے۔فرمایا ’’میرے دوستوں کی نظر سے یہ امر ہرگز پوشیدہ نہ رہے کہ انسان مال و دولت یا زن و فرزند کی محبت کے جوش اور نشے میں ایسا دیوانہ اور ازخود رفتہ نہ ہو جاوے کہ اس میں اور خدا تعالیٰ میں ایک حجاب پیدا ہو جاوے۔ مال اور اولاد اسی لیے تو فتنہ کہلاتی ہے۔ ان سے بھی انسان کے لیے ایک دوزخ تیار ہوتا ہے اور جب وہ ان سے الگ کیا جاتا ہے تو سخت بے چینی اور گھبراہٹ ظاہر کرتا ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد2 صفحہ101، 102۔ ایڈیشن1984ء) یعنی اولاد اور مال سے جب انسان علیحدہ ہو جائے، نقصان پہنچے تو بڑا بے چین ہو جاتا ہے۔

> ’’ میرے دوستوں کی نظر سے یہ امر ہرگز پوشیدہ نہ رہے کہ انسان مال و دولت یا زن و فرزند کی محبت کے جوش اور نشے میں ایسا دیوانہ اور ازخود رفتہ نہ ہو جاوے کہ اس میں اور خدا تعالیٰ میں ایک حجاب پیدا ہو جاوے ‘‘
> (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پھر قرآن کریم پڑھنے کی طرف نصیحت کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ دن رات تم قرآن کریم کو پڑھو یہ حربہ اپنے ہاتھ میں لے لو کیونکہ تمہاری فتح اسی کے ذریعہ سے ہونی ہے۔قرآن کریم کی تعلیم کو پڑھو اس پر عمل کرو گے تو تمہاری فتح ہو گی۔

فرمایا: ’’اگر ہمارے پاس قرآن نہ ہوتا اور حدیثوں کے یہ مجموعے ہی مایہ ناز ایمان و اعتقاد ہوتے تو ہم قوموں کو شرمساری سے منہ بھی نہ دکھا سکتے۔‘‘ فرمایا کہ ’’مَیں نے قرآن کریم کے لفظ میں غور کی تب مجھ پر کھلا کہ اس مبارک لفظ میں ایک زبردست پیش گوئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ یہی قرآن یعنی پڑھنے کے لائق کتاب ہے اور ایک زمانہ میں تو اور بھی زیادہ یہی پڑھنے کے قابل کتاب ہو گی جبکہ اَور کتابیں بھی پڑھنے میں اس کے ساتھ شریک کی جائیں گی۔ اس وقت اسلام کی عزت بچانے کے لیے اور بطلان کا استیصال کرنے کے لیے یہی ایک کتاب پڑھنے کے قابل ہو گی اور دیگر کتابیں قطعاً چھوڑ دینے کے لائق ہوں گی۔ فرقان کے بھی یہی معنے ہیں۔یعنی یہی ایک کتاب حق و باطل میں فرق کرنے والی ٹھہرے گی اور کوئی حدیث کی یا اور کوئی کتاب اس حیثیت اور پایہ کی نہ ہو گی۔ اس لیے اب سب کتابیں چھوڑ دو اور رات دن کتاب اللہ ہی کو پڑھو۔ بڑا بے ایمان ہے وہ شخص جو قرآن کریم کی طرف التفات نہ کرے اور دوسری کتابوں پر ہی رات دن جھکا رہے۔‘‘ فرماتے ہیں کہ ’’ہماری جماعت کو چاہیے کہ قرآن کریم کے شغل اور تدبر میں جان و دل سے مصروف ہو جائیں اور حدیثوں کے شغل کو ترک کریں۔ بڑے تاسّف کا مقام ہے کہ قرآن کریم کا وہ اعتنا اور تدارس نہیں کیا جاتا‘‘ اس طرح نہیں پڑھا جاتا ’’جو احادیث کا کیا جاتا ہے۔ اس وقت قرآن کریم کا حربہ ہاتھ میں لو تو تمہاری فتح ہے۔ اس نور کے آگے کوئی ظلمت نہ ٹھہر سکے گی‘‘ (ملفوظات جلد2 صفحہ 122۔ ایڈیشن1984ء)

پس فرمایا کہ قرآن کریم کو اوّل فوقیت دو، حدیثوں کو اتنا اپنے اوپر سوار نہ کرو کہ حدیث میں یہ آیا ہے۔قرآن کریم کی تعلیم پر غور کرو اس پر عمل کرو اس کی تشریح دیکھو اس کی تفسیر دیکھو اور ہاں دوسری جگہ یہ بھی فرمایا کہ جو حدیثیں قرآن کریم کی تائید کرتی ہیں اس کی تشریح کرتی ہیں ان کو مانو لیکن یہ کہنا کہ یہ حدیث میں آیا ہے اور اس کی سمجھ بھی تمہیں نہ آئے اور حدیث قرآن سے ٹکراتی ہے تو وہ حدیث قابل قبول نہیں ہے۔

پس اصل حقیقت اصل چیز قرآن کریم ہے۔قرآن کریم کو پڑھنے کی طرف توجہ دینی چاہیے اور خاص طور پر انصار کو اس طرف خاص توجہ دینی چاہیے اور نہ صرف خود توجہ دینی چاہیے بلکہ اپنے بچوں کو بھی اس طرف توجہ دلانی چاہیے تا کہ وہ بھی قرآن کریم پڑھیں اور اپنی حالتوں کو بہتر کریں۔

پھر بیعت کی اہمیت کے بارے میں آپؑ فرماتے ہیں۔تم نے میرے سے بیعت کی ہے تو حقیقی بیعت کس طرح ہو سکتی ہے اور اگر حقیقی بیعت نہیں تو صرف پوست ہے۔ یہ صرف ایک shell ہے جو تم نے اپنے اوپر اوڑھ لیا ہے، چڑھایا ہوا ہے۔جس کے اندر تم چلے گئے ہو۔ اس کی حقیقت کچھ نہیں ہے۔فرمایا کہ جو بیعت اور ایمان کا دعویٰ کرتا ہے اس کو ٹٹولنا چاہیے کہ کیا میں چھلکا ہی ہوں یا مغز۔صرف تمہارے اوپر shell ہے، یا اس کے اندر گودا بھی ہے۔خول چڑھا ہوا ہے یا اس کے اندر حقیقت میں وہ معرفت بھی ہے جو ایک بیعت کرنے والے کو حاصل ہونی چاہیے اور وہ مغز بھی ہے جو بیعت کرنے والے میں موجود ہونا چاہیے۔ اس کا اظہار اس کے ہر عمل سے ہونا چاہیے۔فرمایا کہ جب تک مغز پیدا نہ ہو ایمان، محبت، اطاعت، بیعت، اعتقاد، مریدی، اسلام کا سچا مدعی کچھ نہیں۔ یہ سب باتیں ختم ہیں اگر مغز نہیں۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد2 صفحہ167۔ ایڈیشن1984ء)

’’یاد رکھو کہ یہ سچی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور مغز کے سوا چھلکے کی کچھ بھی قیمت نہیں۔

خوب یاد رکھو کہ معلوم نہیں موت کس وقت آجاوے۔" اور خاص طور پر انصار کی عمر کو پہنچنے کے بعد کچھ پتہ نہیں ہوتا "لیکن یہ یقینی امر ہے کہ موت ضرور ہے۔" فرمایا "پس نرے دعویٰ پر ہرگز کفایت نہ کرو اور خوش نہ ہو جاؤ وہ ہرگز ہرگز فائدہ رساں چیز نہیں۔ جب تک انسان اپنے آپ پر بہت موتیں وارد نہ کرے اور بہت سی تبدیلیوں اور انقلابات میں سے ہو کر نہ نکلے وہ انسانیت کے اصل مقصد کو نہیں پا سکتا۔" فرمایا انسان کے معنی یہ ہیں کہ "انسان اصل میں اُنس سے لیا گیا ہے یعنی جس میں دو حقیقی اُنس ہوں۔ ایک اللہ تعالیٰ سے اور دوسرا بنی نوع کی ہمدردی سے۔" ایک اللہ تعالیٰ کی محبت، دوسری بنی نوع کی ہمدردی اور محبت۔ "جب یہ دونو اُنس اس میں پیدا ہو جاویں اس وقت انسان کہلاتا ہے اور یہی وہ بات ہے جو انسان کا مغز کہلاتی ہے۔" اگر یہ نہیں۔ اگر یہ دونوں باتیں اس میں نہیں ہیں تو انسان نہیں کہلا سکتا۔ کہنے کو تو انسان ہے لیکن حقیقی انسان نہیں ہے "اور اسی مقام پر انسان اولوالالباب کہلاتا ہے۔" حقیقی اور عقلمند انسان کہلا سکتا ہے۔ "جب تک یہ نہیں کچھ بھی نہیں۔ ہزار دعویٰ کر دکھاؤ مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک، اس کے نبی اور اس کے فرشتوں کے نزدیک ہیچ ہے۔"

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 167،168 ایڈیشن 1984ء)

پھر آپؑ نے فرمایا کہ حقیقی مسلمان بننا ہے تو اپنی زندگی میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ دکھانے کی کوشش کرو۔ وہی حالت پیدا کرو جو آپ نے پیدا کی اور جس کا اسوہ ہمارے سامنے قائم فرمایا ورنہ پھر ہم شیطان کے پیرو بن جائیں گے اگر یہ کوشش ہم نے نہ کی۔ پس بہت خوف کا مقام ہے اور خاص طور پر انصار اللہ کے اوپر بہت بڑی ذمہ داریاں ہیں ان کو تو بہت زیادہ خوف کرنا چاہیے اور بہت زیادہ کوشش کرنی چاہیے کہ اپنی حالتوں کو ایسا کریں کہ کبھی شیطان کے پیرو نہ بن سکیں۔

آپؑ نے فرمایا کہ "سعادتِ عظمیٰ کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایک ہی راہ رکھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی جاوے جیسا کہ اس آیت میں صاف فرما دیا ہے۔ قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ۔ (آل عمران:33) یعنی آؤ میری پیروی کرو تا کہ اللہ بھی تم کو دوست رکھے۔ اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ رسمی طور پر عبادت کرو۔ اگر حقیقتِ مذہب یہی ہے تو پھر نماز کیا چیز ہے۔" رسمی باتیں اگر ہیں تو پھر نماز کیا چیز ہے "اور روزہ کیا چیز ہے۔ خود ہی ایک بات سے رکے اور خود ہی کر لے۔" "خود ہی اپنی تشریح کر لی کہ ہم اس وقت نماز پڑھیں گے یہ نماز ہے اور یہ روزہ ہے۔ نہیں نمونہ ہمارے سامنے قائم ہے وہ دیکھنا ہوگا۔ فرمایا یعنی خود اپنی مرضی سے یہ کام کیا اور مرضی ہوئی تو نماز پڑھ لی مرضی ہوئی تو نہ پڑھی۔ مرضی ہوئی تو روزہ رکھا مرضی ہوئی تو نہ رکھا تو یہ تو کوئی بات نہیں۔ پھر مذہب کا کیا فائدہ ہے۔ فرمایا کہ اگر حقیقت مذہب یہی ہے تو پھر نماز کیا چیز ہے اور روزہ کیا چیز۔ اگر اپنی مرضی سے ہی کرنا ہے سب کچھ تو پھر نماز روزے کی تو کوئی اہمیت نہیں ہے۔ "اسلام محض اس کا نام نہیں ہے۔ اسلام تو یہ ہے کہ بکرے کی طرح سر رکھ دے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا مرنا، میرا جینا، میری نماز، میری قربانیاں اللہ ہی کے لئے ہیں اور سب سے پہلے میں اپنی گردن رکھتا ہوں۔ یہ فخر اسلام کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو اوّلیت کا ہے۔ نہ ابراہیمؑ کو نہ کسی اور کو۔ یہ اسی کی طرف اشارہ ہے کُنۡتُ نَبِیًّا وَّ اٰدَمُ بَیۡنَ الۡمَآءِ وَ الطِّیۡنِ۔ اگرچہ آپؐ سب نبیوں کے بعد آئے مگر یہ صدا کہ میرا مرنا اور میرا جینا اللہ تعالیٰ کے لیے ہے دوسرے کے منہ سے نہیں نکلی۔" اور فرمایا کہ "اب دنیا کی حالت کو دیکھو کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اپنے عمل سے یہ دکھایا کہ میرا مرنا اور جینا سب کچھ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور یا اب دنیا میں مسلمان موجود ہیں۔ کسی سے کہا جاوے کہ کیا تو مسلمان ہے؟ تو کہتا ہے۔ الحمد للہ۔ جس کا کلمہ پڑھتا ہے اس کی زندگی کا اصول تو خدا کے لیے تھا مگر یہ دنیا کے لیے جیتا اور دنیا ہی کے لیے مرتا ہے۔" کہتے تو یہ ہیں کہ الحمد للہ ہم مسلمان ہیں لیکن جس کے لیے کلمہ پڑھا محمد رسول اللہؐ کا وہ تو خدا کے لیے جیتے اور مرتے تھے لیکن عام انسان مسلمان کہلانے کے باوجود دنیا کے لیے مرتے اور جیتے ہیں۔ فرمایا "اس وقت تک کہ غرغرہ شروع ہو جاوے دنیا ہی اس کی مقصود، محبوب اور مطلوب رہتی ہے۔" موت تک یہی باتیں ہوتی ہیں کہ دنیا کس طرح کمائیں۔ "پھر کیونکر کہہ سکتا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتا ہوں۔" فرمایا "یہ بڑی غور طلب بات ہے اس کو سرسری نہ سمجھو۔" بڑی غور طلب بات ہے اس کو سرسری نہ سمجھو۔ مسلمان بننا بہت مشکل کام ہے اور جو اسوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمایا اس پر چلنا بہت مشکل کام ہے۔ اس کے لیے محنت کرنی پڑے گی۔ "اس کو سرسری نہ سمجھو۔ مسلمان بننا آسان نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور اسلام کا نمونہ جب تک اپنے اندر پیدا نہ کرو مطمئن نہ ہو۔"

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 186، 187 ایڈیشن 1984ء)

پس یہ بہت اہم بات ہے، بہت ڈرانے والی بات ہے، بہت توجہ دلانے والی بات ہے اس کی طرف ہمیں توجہ رکھنی چاہیے۔ اگر ہم نے اپنی زندگیوں کو یہ چند باتیں جو میں نے کی ہیں اس کے مطابق ڈھال لیا تو ہم سمجھ لیں کہ ہم نے اپنی بیعت کے حق کو بھی پورا کیا اور انصار

"مسلمان بننا آسان نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور اسلام کا نمونہ جب تک اپنے اندر پیدا نہ کرو مطمئن نہ ہو۔"
(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

اللہ ہونے کا حق بھی ادا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اس حق کو ادا کرنے کی ہر ایک کو توفیق عطا فرمائے۔

آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس اَور پڑھتا ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں ''تمام کامیابی ہماری معاشرت اور آخرت کے تعاون پر ہی موقوف ہو رہی ہے۔ کیا کوئی اکیلا انسان کسی کام دین یا دنیا کو انجام دے سکتا ہے ہرگز نہیں۔ کوئی کام دینی ہو یا دنیوی بغیر معاونت باہمی کے چل ہی نہیں سکتا۔ ہر یک گروہ کہ جس کا مدعا اور مقصد ایک ہی ہے مثل اعضاء یک دیگر ہے اور ممکن نہیں۔'' مختلف اعضاء ہیں لیکن جسم ایک ہے۔ ''جو کوئی فعل جو متعلق غرض مشترک اس گروہ کے ہے بغیر معاونت باہمی ان کی کے بخوبی وخوش اسلوبی ہو سکے۔'' کوئی کام جو مشترک کام ہے بغیر باہمی معاونت کے ایک دوسرے کی مدد کرنے کے خوش اسلوبی سے سرانجام نہیں پا سکتا۔ پس آپس میں معاونت ضروری ہے۔ فرمایا کہ ''بالخصوص جس قدر جلیل القدر کام ہیں اور جن کی علت غائی'' جس کا آخری نتیجہ ''کوئی فائدہ عظیمہ جمہوری ہے'' یعنی بہت بڑا فائدہ جو پوری قوم کو ملنے والا ہے ''وہ تو بجز جمہوری اعانت کے کسی طور پر انجام پذیر ہی نہیں ہو سکتے۔'' قوم کا فائدہ اٹھانے کے لیے پوری قوم کو اکٹھا ہو کے کام کرنا پڑے گا ''اور صرف ایک ہی شخص اس کا متحمل ہرگز نہیں ہو سکتا اور نہ کبھی ہوا۔ انبیاء علیہم السلام جو توکل اور تفویض اور تحمل اور مجاہدات افعال خیر میں سب سے بڑھ کر ہیں ان کو بھی بہ رعایت اسباب ظاہری مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ (الصّف:15) کہنا پڑا۔'' انبیاء نے بہت سارے کام کیے ان کو اللہ تعالیٰ نے سپرد کیے ان سے وعدے بھی کیے لیکن انہوں نے بھی جماعت اکٹھی کی اور کہا کہ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ۔ ''خدا نے بھی اپنے قانون تشریح میں بہ تصدیق اپنے قانون قدرت کے تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی (المائدہ: 3) کا حکم فرمایا۔''

(براہین احمدیہ حصہ دوم، روحانی خزائن جلد1 صفحہ 59)

پس جب ہم نے اپنے آپ کو انصار اللہ کہا ہے اور نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ کا نعرہ لگایا ہے تو ہمیں پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں ہونے کا حق اور انصار اللہ ہونے کا حق ادا کرنے کے لیے اپنی بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ اس کی ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ اپنی حالتوں کو ہم تبدیل کرنے والے ہوں۔ اپنے بچوں کی حالتوں میں تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کرنے والے ہوں۔ اپنے گھروں کے ماحول کو پُرامن رکھنے والے ہوں۔ اپنے معاشرے کے ماحول کو پُرامن رکھنے والے ہوں اور آخر میں اس دنیا کو امن اور سلامتی کا پیغام پہنچانے والے ہوں اور اس دنیا کو ایک خدا کا ماننے والا بنانے والے ہوں اور دنیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا لہرانے والے ہوں اور دنیا کو آپؐ کے جھنڈے تلے لانے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم ہمیشہ ایسے ہی انصار بن کر رہیں۔ آمین۔ اب دعا کر لیں۔ (دعا)

> جب ہم نے اپنے آپ کو انصار اللہ کہا ہے اور نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ کا نعرہ لگایا ہے تو ہمیں پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں ہونے کا حق اور انصار اللہ ہونے کا حق ادا کرنے کے لیے اپنی بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔

مجلس انصار اللہ کینیڈا کے سینتیسویں سالانہ اجتماع ۲۰۲۴ء کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ: خالد محمود شرما۔ قائد تعلیم مجلس انصار اللہ کینیڈا)

محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجلس انصار اللہ کینیڈا کا سینتیسواں سالانہ اجتماع مورخہ ۷و۸ ؍ستمبر ۲۰۲۴ء بروز ہفتہ و اتوار مسجد بیت الاسلام، پیس ولیج کے احاطہ میں منعقد ہوا۔ امسال اجتماع کا مرکزی موضوع ''اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ''یعنی '' سنو! اللہ ہی کے ذکر سے دل اطمینان پکڑتے ہیں'' تھا۔

مولانا سید شمشاد احمد ناصر صاحب (مربی سلسلہ امریکہ) بطور مرکزی نمائندہ و مہمان خصوصی اور مکرم مبارک صدیقی صاحب برطانیہ سے خصوصی طور پر اس اجتماع میں شمولیت کے لیے تشریف لائے۔

اجتماع کے دوران نماز تہجد اور پنجوقتہ نمازوں کی باجماعت ادائیگی کے علاوہ تربیتی اجلاس، علمائے سلسلہ کے ساتھ مجلس سوال و جواب اور مبارک صدیقی صاحب کے ساتھ بزم سخن کے نام سے ایک نشست نیز تعلیمی و ورزشی مقابلہ جات اس اجتماع کے خاص پروگراموں میں شامل تھے۔

اجتماع کا پہلا روز مورخہ ۷ ؍ستمبر بروز ہفتہ تھا۔ صبح سات بجے سے ہی مقام اجتماع میں انصار کی آمد کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا۔ کھانے کی مارکی میں ناشتہ کے بعد انصار رجسٹریشن کرانے میں مصروف ہوگئے۔

صبح نو بجے تقریب پرچم کشائی منعقد ہوئی جس میں مرکزی نمائندہ اور مہمان خصوصی مولانا سید شمشاد احمد ناصر صاحب نے مجلس کا پرچم جبکہ کینیڈا کا قومی پرچم مکرم عبد الحمید وڑائچ صاحب صدر مجلس انصار اللہ کینیڈا نے لہرایا اور اس کے بعد اجتماعی دعا ہوئی۔

افتتاحی تقریب میں تلاوت قرآن کریم، عہد اور نظم کے بعد صدر مجلس نے امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی پیغام پڑھ کر سنایا جس کو دوران اجتماع اردو اور انگریزی زبان میں شائع کرواکر شاملین اجتماع کو فراہم کیا گیا تھا۔

افتتاحی تقریب کی صدارت مرکزی مہمان خصوصی نے کی۔ مکرم لال خان ملک صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا اپنی افتتاحی تقریر میں قیام الصلوٰۃ اور خلافت کے تعلق کے موضوع پر حاضرین سے مخاطب ہوئے جس کے بعد مرکزی مہمان خصوصی نے دعا کرائی اور یوں اجتماع کی افتتاحی تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔

افتتاحی تقریب کے معاً بعد علمی اور ورزشی مقابلہ جات شروع ہوگئے۔ علمی مقابلہ جات میں صف اوّل اور صف دوم کے انصار کے مابین تلاوت قرآن کریم، نظم، اُردو، انگریزی، عربی اور فرنچ زبانوں میں تقاریر کے علاوہ حفظ القرآن اور ترجمۃ القرآن کے مقابلہ جات ہوئے۔ اس کے علاوہ قیادت تعلیم کی طرف سے مضمون نویسی کی ایک ورکشاپ کا بھی اہتمام کیا گیا جس میں مقابلہ مضمون نویسی میں حصہ لینے والے انصار کو مضمون نویسی کے گُر بتائے گئے۔ ورزشی مقابلہ جات میں والی بال، بیڈمنٹن، باسکٹ بال، مشاہدہ معائنہ، پیغام رسانی، ٹیبل ٹینس اور رسہ کشی کے مقابلہ جات ہوئے۔ ایک دوستانہ کرکٹ میچ ویسٹرن کینیڈا کی مجالس کے مابین بھی منعقد ہوا۔

اجتماع کے پہلے روز مورخہ ۷ ؍ستمبر بروز ہفتہ بعد از نماز ظہر و عصر اور کھانے کے وقفے کے بعد مکرم صدر مجلس انصار اللہ کے ساتھ ایک خصوصی نشست منعقد کی گئی۔ آپ نے اپنی

تقریر میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خصوصی پیغام کی روشنی میں انصار بھائیوں کو دعوت الی اللہ کی اہم ذمہ داری کی طرف متوجہ کیا۔

اجتماع کے پہلے روز شام کو مثالی عائلی زندگی کے موضوع پر ایک تربیتی اجلاس کا اہتمام کیا گیا جس کی صدارت مکرم شاہد منصور صاحب نیشنل سیکرٹری تربیت کینیڈا نے کی۔ آپ نے مختصر طور پر جماعت احمدیہ کینیڈا میں خانگی جھگڑوں کے باعث طلاق اور خلع کے اعداد وشمار بتائے۔ بعد ازاں مکرم نعیم لکھن صاحب لوکل امیر وینکوور نے سادہ زندگی گزارنے کے اصولوں پر چند گزارشات پیش کیں۔ تربیتی اجلاس کی اختتامی تقریر میں مولانا عبدالسمیع خان صاحب (مربی سلسلہ واستاد جامعہ احمدیہ کینیڈا) نے رسول اللہ ﷺ کی عائلی زندگی کے حسین پہلو بیان کیے۔

اجتماع کے پہلے روز کے اختتام پر ایک نشست 'بزم سخن' کے نام سے منعقد کی گئی جس میں مکرم مبارک صدیقی صاحب نے خلیفہ وقت کے ساتھ ذاتی واقعات اور مشاہدات کی روشنی میں اور اپنی شاعری سے بھی خلفائے کرام سے وابستگی کی برکات وفیوض کو بیان کیا۔

اجتماع کے دوسرے روز مورخہ ۸/ ستمبر بروز اتوار علمی و ورزشی مقابلہ جات کے علاوہ ایک خصوصی محفل سوال و جواب مہمان خصوصی مولانا سید شمشاد احمد ناصر صاحب کی صدارت میں منعقد ہوئی جس میں مکرم امیر صاحب اور مکرم صدر مجلس نے بھی حاضرین کے سوالات کے جواب دیے۔

نماز ظہر وعصر اور کھانے کے بعد اجتماع کی اختتامی تقریب مرکزی نمائندہ کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم، عہد اور نظم کے بعد ناظم اعلیٰ اجتماع مکرم سہیل احمد ثاقب صاحب (مربی سلسلہ و استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا و نائب صدر اوّل مجلس انصار اللہ کینیڈا) نے اجتماع کی رپورٹ پیش کی جس کے بعد علمی و ورزشی مقابلہ جات جیتنے والوں میں مہمان خصوصی نے انعامات تقسیم کیے۔ تقسیم انعامات کے بعد مہمان خصوصی نے اپنی تقریر بعنوان ''ذکر الٰہی'' میں ذکر الٰہی کی اہمیت اور فیوض و برکات پر سیر حاصل روشنی ڈالی اور انصار بھائیوں کو ذکر الٰہی کی عادت اپنانے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی حالیہ خصوصی دعاؤں کی تحریک کی طرف متوجہ کیا۔ آخر پر مکرم امیر صاحب نے اجتماعی دعا کرائی اور یوں خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے مجلس انصار اللہ کینیڈا کا سینتیسواں اجتماع بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

اس اجتماع میں ۱۱۶/ مجالس اور ۱۷/ ریجنز سے تین ہزار سے زائد انصار نے شرکت کی نیز ۳۰۰/ سے زائد مہمان بھی شامل ہوئے۔ تقریباً ۴۰۰/ سے زائد انصار بھائیوں نے اس اجتماع کے انتظامات میں مدد کی۔ اللہ تعالیٰ سب کارکنان کو جزائے خیر عطا کرے۔ آمین

مجلس انصار اللہ کینیڈا سائیکلنگ چیلنج

(آصف ملک۔ نائب قائد ذہانت وصحت جسمانی)

بفضلہٖ تعالیٰ موسم گرما میں مجلس انصار اللہ کینیڈا کے تحت ممبران مجلس کے درمیان دو سائیکلنگ چیلنج منعقد کیے گئے۔ پہلا چیلنج مورخہ 10/جون تا 30/جون منعقد کیا گیا اور دوسرے چیلنج کے لیے 12/اگست تا کیم ستمبر 2024ء کا وقت مقرر کیا گیا۔ اس چیلنج کے لیے Strava جو کہ سائیکلنگ کی مشہور App ہے، پر AMEA Cycling Club گروپ بنایا گیا اور چیلنج میں شامل ہونے والے انصار بھائیوں کو اس گروپ میں شامل ہونا لازمی قرار دیا گیا۔ اس گروپ میں کینیڈا بھر سے ایک سو سے زائد ممبران شامل ہیں۔ اس سائیکلنگ چیلنج میں مندرجہ ذیل اہداف مقرر کیے گئے تھے:

#		Distance Challenge	Elevation Challenge
1	Bronze	50 KM	750 M
2	Silver	150 KM	1250 M
3	Gold	300 KM	2500 M

پہلے چیلنج میں قریباً 50 انصار بھائیوں نے اپنا ریکارڈ شیئر کیا جن میں سے 15 انصار نے Platinum اور Gold کا لیول مکمل کیا، باقی ممبران اس سے نیچے رہے۔ ذیل میں ان انصار کے نام درج کیے جا رہے ہیں جنہوں نے ان دو مرحلوں میں رسائی حاصل کی۔

نمبر شمار	نام	کلومیٹرز	
1	منور احمد	1086	Platinum
2	سعید خالد	1030	Platinum
3	بلال ظفر	879	Platinum
4	عابد لدھڑ	754	Platinum
5	اویس محمود	694	Platinum
6	نعیم سیال	603	Platinum
7	عثمان خان	600	Platinum
8	عرفان احمد	456	Gold
9	توصیف خان	452	Gold
10	قدوس چوہدری	431	Gold
11	سلمان خان	424	Gold
12	موعود چودھری	346	Gold
13	حسیب داؤد	332	Gold
14	غلام مصباح	313	Gold

دوسرا سائیکلنگ چیلنج مورخہ 12/اگست تا یکم ستمبر 2024ء منعقد کیا گیا جس میں پہلے دو مرحلوں میں پہنچنے والے انصار بھائیوں کے نام ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:

نمبر شمار	نام	کلومیٹرز	
1	بلال ظفر	1467	Platinum
2	منور احمد	1380	Platinum
3	سہیل احمد میر	1037	Platinum
4	برہان احمد	915	Platinum
5	نعیم سیال	872	Platinum
6	سلمان خان	765	Platinum
7	حسیب داؤد	745	Platinum
8	اسحاق گومیز فانسیکا	741	Platinum
9	زبید ہاشمی	657	Platinum
10	عابد لدھر	638	Platinum
11	اویس محمود	528	Gold
12	خرم شہزاد	349	Gold
13	غلام مصباح	330	Gold
14	ب۔ باجوہ	329	Gold
15	نصیر اقبال	319	Gold
16	ناصر امینی	305	Gold

اس چیلنج کو کامیاب بنانے میں مکرم عثمان خان صاحب صدر AMEA سائیکلنگ کلب اور ان کی ٹیم نے بھرپور کام کیا فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سلسلہ احمدیہ کے متعلق مخالفین کے اعتراضات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”.... وہ کہتے ہیں کہ یہ ایک منصوبہ ہے جو روپیہ جمع کرنے کے لئے بنایا گیا ہے اور اس کے معاون تنخواہیں پاتے ہیں۔ اب وہ شخص جو دل میں کچھ خدا تعالیٰ کا خوف رکھتا ہے سوچ لے کہ کیا یہ وہی بدظنّی نہیں جو قدیم سے دلوں کے اندھے انبیاء علیہم السلام پر کرتے آئے ہیں۔ فرعون نے حضرت موسیٰ پر بھی بدظنّی کی اور اپنے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کہ اس شخص کا اصل مطلب یہ ہے کہ تم لوگوں کو زمین سے بے دخل کر کے خود قابض ہو جائے۔ ایسا ہی یہودیوں نے حضرت عیسیٰ کی نسبت یہی رائے قائم کی کہ یہ شخص مکّار ہے اور نبوت کے بہانہ سے ہم لوگوں پر حکومت کرنا چاہتا ہے اور ہمارے نبی ﷺ کی نسبت کفارِ قریش بے بھی یہی بدظنّی کی جیسا کہ قرآن شریف میں اُن کا مقولہ یہ لکھا ہے اِنَّ ھٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ (ص: 7) یعنی اس دعویٰ میں تو کوئی نفسانی مطلب ہے۔ سو ایسے اعتراض کرنے والوں پر ہم کیا افسوس کریں۔ وہ پہلے منکرین کی عادت دکھلا رہے ہیں۔ طالب حق کی یہ عادت ہونی چاہیے کہ وہ دعویٰ کو غور سے دیکھے اور دلائل پر دلی انصاف سے نظر ڈالے اور وہ بات منہ پر لاوے جو عقل اور خدا ترسی اور انصاف کا مقتضا ہے نہ یہ کہ قبل از تحقیق یہ کہنا شروع کر دے کہ یہ سب کچھ مال کمانے کے لئے ایک مکر بنایا گیا ہے۔“

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 368)

زاوية العرب

آية قرآنية المودة والرحمة بين الأزواج

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ. (الروم:22)

حديث شريف حسن معاشرة النساء وأهل البيت

حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ يَحْيَى بْنِ ثَوْبَانَ عَنْ عَمِّهِ عُمَارَةَ بْنِ ثَوْبَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ، وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي}

(سنن ابن ماجه، كتاب النكاح)

من كلام الإمام
الحث على حسن معاشرة النساء

يقول المسيح الموعود عليه السلام:

"لا تظنوا من ذلك أن المرأة يمكن اعتبارها شيئًا محتقَرا وذليلا. كلا، ثم كلا، فقد قال هادينا الكامل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم "خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ". فمن لم يحسن معاملة زوجته ومعاشرتها فأنّى له أن يكون صالحا. إنما يُعَدّ محسنًا إلى الآخرين إذا أحسن معاملتها وعشرتها، وليس أن يضربها لأتفه الأمور. أحيانا يسخط شخص ثائر الغضب على امرأته لأتفه الأسباب ويضربها، فتصيب الضربة في جزء حساس من جسدها، فتموت. ولذلك قال الله تعالى من أجلهن: وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ. غير أنه إذا ارتكبتْ عملاً غير لائق فلا بد من تنبيهها. على المرء أن يرسّخ في قلب المرأة أنه لن يرضى بأي عمل ينافي الدين والشريعة أبدًا، كما أنه ليس قاسيا جبارًا أيضا بحيث لا يستطيع غض الطرف عن أي خطأ منها. الرجل يكون للمرأة بمنزلة مظهر الله تعالى. ورد في الحديث: لَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا. فيبنغي أن يكون في المرء طابع الجمال والجلال كليهما. لو قال الرجل للمرأة أن تحمل كومة من اللبن من مكان إلى مكان، فلا يحق لها الاعتراض على ذلك. كذلك يتضح من القرآن الكريم والحديث الشريف الصلة بين المريد والمرشد يجب أن تماثل العلاقة بين الرجل والمرأة، فلا يرفض أي أمر من أوامر المرشد، ولا يسأله الدليل عليه. ومن أجل ذلك قال الله تعالى في القرآن الكريم: صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ، أي أن نظل سائرين في درب المنعم عليهم دومًا. لأن الإنسان يحب الحرية بطبعه فأمر الله تعالى أن يسلك هذا الطريق. العلاج على يد الطبيب الحاذق خير من العلاج على يد الطبيب الجاهل حتى إن أخطأ الأول أحيانا. إذا كانت عند الطبيب أدوات حادّة وعالية المستوى، ولكن أعوز الحذق، فما الجدوى من أدواته. ونعم ما قال أحد (بالفارسية):

إن لم يكن عند المرء يد سليمانية فما الفائدة من أن يكون في حوزته خاتم سليمان".

(الملفوظات، المجلد 2)

من مسؤوليات أنصار الله تجاه الحرية المزعومة التي ينادي بها المجتمع الحالي

"نحن نعيش في مجتمع يُروّج فيه لكل أنواع الحرية باسم التقدم، بما في ذلك الحرية غير المبررة. فباسم الحرية، يتم تبرير الأفعال العابثة وغير المسموح بها أيضا. وفي مثل هذه الظروف، تزداد مسؤوليات "أنصار الله" أكثر من ذي قبل لأن "مجلس أنصار الله" منظمة، وأعضاؤه فئة من الجماعة الذين وصلوا إلى سن النضج، فمن هذا المنطلق تقع عليهم مسؤولية أن يكونوا قدوة لباقي أفراد الجماعة. لذا يجب عليهم أن يدركوا هذا الأمر ويسعوا جاهدين للعمل بالأمور نفسها التي يريدها منا سيدنا المسيح الموعود ، والتي بايعناه من أجل تحقيقها.

عليهم أن يجعلوا منازلهم مكانًا تُقدم فيها هذه

النماذج الطاهرة. ويجب أن يقيموا مثل هذه النماذج أمام زوجاتهم وأطفالهم لتكون قدوة لهم، وأن نقيم تلك النماذج في مجتمعنا وبيئتنا لتكون دليلاً على خير المجتمع وتحسينه. فمن هذا المنطلق تقع علينا مسؤولية كبيرة جدًا يجب أن ندركها جيدا، ومن أجلها بايعنا على يد المسيح الموعود عَلَيْهِ السَّلام.

لذا إذا لم نُظهر قدوتنا، ولم نقم بإنشاء النماذج التي تكون مثالاً للآخرين بعد وصولنا إلى هذا العمر الذي هو أقصى عمرنا في النضج فلن نكون قد أدينا حق بيعتنا.

لقد نصحنا المسيح الموعود عَلَيْهِ السَّلام في أماكن مختلفة، ومن أصغر الأمور إلى أكبرها. وبهذا الخصوص سأعرض أمامكم بعض كلمات المسيح الموعود عَلَيْهِ السَّلام. ماذا يريد منا المسيح الموعود عَلَيْهِ السَّلام؟

أولاً، نصحنا سيدنا المسيح الموعود عليه السلام بأن نجعل الأجواء في منازلنا يلاحَظ فيها الحب والمودة بكل وضوح لأن المنزل هو الوحدة الصغيرة للمجتمع التي إذا سادها السلام والأمان والحب والمودة فإن هذه الرسالة تصل إلى الناس في الخارج وإلى جميع أفراد البيت أيضا. وهم بدورهم يبلّغونها إلى الآخرين".

(مقتبس من خطاب لسيدنا أمير المؤمنين أيده الله تعالى بنصره العزيز، الخليفة الخامس للمسيح الموعود عَلَيْهِ السَّلام في 2024/9/29 إلى مجلس أنصار الله في بريطانيا بمناسبة اجتماعهم السنوي)

في رحاب التفسير

(من التفسير الكبير لحضرة الحاج مزرا بشير الدين محمود أحمد رضي الله عنه الخليفة الثاني للمسيح الموعود عليه السلام)

{ قَالُوا سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ }(البقرة 33)

شرح الكلمات:

سبحانك: نُبرئك اللهم من السوء براءة.

الحكيم: العالم، صاحب الحكمة؛ المتقن للأمور. والحكمة: العدل؛ العلم؛ الحلم؛ ما يمنع من الجهالة؛ كل كلام موافق للحق؛ وقيل: وضع الشيء في موضعه؛ وصواب الأمر وسداده. (الأقرب)

حَكَمَ: أصله منع منعا لإصلاح، من ذلك يقال للّجام حَكَمَةَ الدَّابةِ، قال الشاعر: " أبَني حنيفة أحكِموا سفهاءَكم"..أي امنعوهم من السفاهة. (المفردات)

التفسير:

قال الملائكة بعد رؤية هؤلاء الكُمَّل، ربنا أنت بريء من كل عيب، وإننا لا نعلم إلا ما قد علمتنا، وإنك أنت العليم الحكيم. أي أننا لم نكن نستوعب مسألة خلافة آدم، حيث ظننا أن خلافته ستؤدي إلى سفك الدماء والفساد، ولكننا قد علمنا الآن أنه رغم وقوع سفك الدماء والفساد بعد خلافته، إلا أنه لن يكون مسؤولا عن ذلك، بل إنها نتيجة حتمية لمنصبه، وسببه الأعداء من الخارج، أو الضعفاء من الداخل، وليس الخليفة وأتباعه. لقد أدركنا الآن أن هذه الخطة لا تخلو من حكمة، وهي دليل على كونك حكيمًا.

ويقول البعض خطأ بأن الله تعالى علّم آدم فتعلّم، ولكنه تعالى لم يعلّم الملائكة فلم يتعلّموا، فما ذنب الملائكة في ذلك، وكيف تصحّ تخطئة كلا مهم؟

إنما نشأ هذا الاعتراض عند أصحابه لأنهم ظنوا أن الآية السابقة التي تضمنت الإعلان عن بدء الخلافة في الأرض تعني مايلي:

(1) أن الله تعالى استشار الملائكة، (٢) فقال الملائكة في الجواب إننا نسبح بحمدك فما الحاجة إلى خليفة معنا، ألا نكفي لتسبيحك.

ولكن كلا الأمرين اللذين استنتجوهما من هذه الآية باطل، لأنه:

(أولا): لا تتحدث هذه الآية عن أي استشارة من قِبل الله تعالى، بل تقول إن الله تعالى قال للملائكة: "إِنِّي جَاعِلٌ

فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً". لا تدل في هذه الكلمات أبدا على أي استشارة. لو أراد الله استشارتهم لقال: ما رأيكم أيها الملائكة، هل أجعل في الأرض خليفة أم لا؟ ولكن لم يرد مثل هذا القول هنا ولا في أي موضع آخر في القرآن الكريم. فما دام الله تعالى لم يستشرهم، فكيف يقال: لماذا استشار الله تعالى الملائكة الذين لم يكن عندهم علم بالأمر، وما دام قد استشارهم فلمَ الاعتراض على رأيهم؟

و(ثانيا): لقد سبق أن بينت في تفسير هذه الآية إنه ليس في قول الملائكة أبدا ما يدل على أنهم قالوا: أي حاجة إلى أي خليفة ونحن موجودون؟ وأنَّى للملائكة أن يقولوا ذلك خاصة وأن الله تعالى يخبرهم عن اصطفاء خليفةٍ في الأرض وليس في السماء؟

الواضح من كلمات الملائكة أنهم كانوا يريدون أن يفهموا الحاجة الداعية إلى إقامة هذا النظام الجديد في العالم مع إمكانية سفك الدماء والفساد بعد ذلك. فالحق أن سؤالهم كان من أجل فهم الحقيقة، ولم يكن اعتراضا على الله تعالى، أو إثباتًا بأنهم أحق بالخلافة. وكان للرد على سؤالهم طريقتان: إما النفي الباتّ لإمكانية سفك الدماء والفساد بعد الخلافة، أو إقرار هذه الإمكانية مع التأكيد أن هذا النظام الجديد بالغ الأهمية للبشر، وأن نفعه أكبر من ضرره. ولما كان الجواب الأول هو الأصح والأولى بصدد نظام الخلافة الإنسانية، فبه ردّ الله على سؤالهم. ولم ينف سبحانه وتعالى إمكانية سفك الدماء والفساد على يد بعض الجناة في هذا النظام، غير أنه صرّح أن هذا النظام سيُنتِج شخصيات عظيمة متحلية بعديد من صفات الله عز وجل، لذا فخلْق مثل هذه الشخصيات العظيمة، بالرغم من وجود شخصيات ناقصة أيضًا، ضروريٌ من أجل إظهار الصفات الإلهية على الأرض ونافعٌ لنظام الدنيا.

وكان من الممكن أن يتم هذا الجواب أيضا بإحدى طريقتين:

الأولى: بدعمه بالأدلة العقلية.

الثانية: من خلال إظهار مواهب هذا الخليفة الأول وكفاءاته بصورة عملية وبتقديم الكاملين من أتباع آدم للملائكة كشفا.

والظاهر أن الطريقة الثانية للجواب هي الأقوى تأثيرًا والأدعى إقناعا. وهذا ما فعل الله تعالى، إذ علّم آدمَ صفاتِه، فأثبت بالتصبغ بصبغة صفات الله أن إظهار الصفات الإلهية إظهارا كاملاً محال إلا من خلال كائن مزود بقوى الخير والشر، ومخير بينهما، ليستولي عليه الحب الإلهي، فيندفع نحو إنماء قوى الخير في نفسه، فيحظى بقرب الله تعالى. لما كان لزاماً، من أجل الظهور الكامل لصفات الله تعالى في الدنيا، أن يُخلَق كائنٌ يُعلَّم ما هو الخير وما هو الشر، ويعطى القدرة على اختيار ما شاء منهما، فكان لابد من التغاضي عن خطر وجود أفراد ناقصين يسفكون الدماء ويعيثون الفساد باتباعهم طريق الشر. ولو لم يُعطَ هذا الكائن القدرة على الاختيار، وأُجبِر على اتباع الخير فقط، لما سُمِّيَ مَظْهَرًا الصفات الله تعالى، بل عُدَّ أداةً طيعة لا حياةَ فيها ولا إرادة ولا مقدرة.

بعد استيعاب حقيقة هذا الجواب لا يصعب على المرء أن يدرك ضحالة الاعتراض القائل بأن الله تعالى علّم آدم ولم يعلّم الملائكة، فكيف قال لهم أنبئوني بخواص وصفات هذه المسميات؟ ذلك أن الملائكة إنما سألوا عن السبب الداعي لخلق هذا المخلوق القادر على ارتكاب الإثم والذي يُعَدُّ مُجرِما بمنظور الشرع. ولا يمكن الرد على سؤالهم إلا أن يقال: لا شك أن البشر يكونون قادرين على ارتكاب الإثم، ومع ذلك سيكون بينهم الكُمَّل الذين يسلكون سبل الخير رغم قدرتهم على ارتكاب الشر، ويتصفون بالصفات الإلهية بحسب نطاقهم، ثم يقومون بإرشاد غيرهم إلى سبل الصلاح تحت النظام، وهذا هو الأمر الذي يجعلهم مقربين عند الله تعالى، ويمثل دليلا على كمالهم وفضلهم. فما هو السبيل لكشف حقيقة الأمر وكنه الكمالات الإنسانية إلا أن يُري الله الملائكة هؤلاء الكمل من البشر الذين يفوقون الملائكة في دائرة أعمالهم، ويتسببون في تجلّي الصفات الإلهية كلها بصورة أفضل، فهذه الآيات ليست مدعاة للاعتراض، بل قد بينت حقيقة سامية بأفضل وأكمل أسلوب ممكن.

إن هؤلاء يقدّمون هذا الاعتراض وكأن الملائكة قد اعترضوا، مع أن جواب الملائكة يكشف أنهم اطمأنوا بهذا الجواب الرباني معترفين بأن علمهم محدود وأن البشر أوسع منهم علمًا، ومقرين بأن الله هو العليم الحكيم، أي أن علم الله كامل، ولا يخلو فعل من أفعاله من الحكمة.

يعترض البعض على هذا ويقول: هذا يعني أن الله هو العليم، وليس للإنسان أي فضل وكمال شخصي؟

والجواب: أن الإسلام يعلم أنه ليس في أحد ميزة ذاتية في الحقيقة سوى الله تعالى، وهذا هو الحق، وهذا ما أقر به الملائكة في جوابهم الأول إذ قالوا منذ البداية: "نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ". فلم يكن هناك أي نقاش فيما إذا كان عند الله العلم الكامل أم لا، وإنما كان السؤال: هل هناك حاجة أو غاية لخلق البشر أم لا؟ وهذا ما أجاب الله عليه بإعطاء آدم علم الصفات الإلهية، حيث بيّن الله تعالى أن هذا المخلوق القادر على فعل الخير أو الشر، هو أكثر صلاحية لتعلم العلوم الربانية من الكائنات التي تقدر على فعل الخير فحسب دون الشر، وقد أدرك الملائكة هذه الحقيقة وأقروا قائلين: "إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الحكيم"، بمعنى أنهم لا يستطيعون أن يكونوا مظهراً كاملاً لصفة الله العليم، بل إن الإنسان هو القادر على ذلك، فلا شك أنه خلق وفقا لصفة الله العليم، أي أن في خلقه حكمة إلهية بالغة.

لقد تبين مما سبق من الشرح أن الله تعالى قد ذكر هذه التفاصيل من قصة آدم ليبين الغاية من خلق الكون وحكمته، ويخبر أن الهدف من نزول الوحي السماوي في كل زمن إنما هو تحقيق هذه الغاية نفسها، فالذين يعترضون على بعثة الأنبياء فكأنهم يقولون: لما يريد الله تعالى تحقيق غاية خلق الإنسان؟! إنه اعتراض واه وسخيف، وما كان الله ليمتنع عن بعثة الأنبياء بسببه.

أما قول الملائكة: "لا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنا" فليس معناه أن علمهم مقصور على ما علمهم الله، فهذه حقيقة بيّنة مفروغ منها، إنما يعنون بقولهم هذا أن علمهم لا يزداد كازدياد علم الإنسان الذي زوده الله بالقدرة عليه. ويعني قولهم أيضا أن ما وهبهم الله من قوى لا يستطيعون بها مباراة الإنسان في علومه المتنوعة الجامعة، وكأنهم قالوا لقد أدركنا أن الإنسان مخلوق لحكمة، وأنه مُكلّف بعمل ما لا يستطيعونه، وأن خلق البشر ضروري ومليء بالحكم، رغم أن بعضهم سيسفكون الدماء، أو يكونون سببا في ذلك، أو سيُضطرّون لسفك الدماء للقضاء على شرور الأشرار منهم.

القصيدة من حضرة مرزا غلام احمد عليه السلام

ووالله إني قد تَبِعتُ محمدًا
وفي كل آن مِن سناه أُنوَّرُ
وفَوَّضَني ربي إلى روضِ فيضه
وإني به أجنِي الجَنى وأُنَضَّرُ
ولِدِينه في جَذْرِ قلبيَ لوعةٌ
وإن بياني عن جنانيَ يُخبِرُ
ورثتُ علوم المصطفى فأخذتُها
وكيف أردّ عطاء ربي وأفجُرُ

(روحانی خزائن, جلد7- حمامة البشریٰ: صفحه 332)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب "براہین احمدیہ۔حصہ پنجم" میں فرماتے ہیں:

"اس جگہ اس نکتہ کو بھی سمجھ لینا چاہیے کہ قرآن شریف میں یہ آیت یٰعِیۡسٰۤی اِنِّیۡ مُتَوَفِّیۡکَ وَ رَافِعُکَ اِلَیَّ (آل عمران: 56) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں تھی۔مگر براہین احمدیہ حصص سابقہ میں یہ آیت میرے حق میں نازل کی گئی۔اس کی وجہ یہ ہے کہ جیسا کہ حضرت عیسیٰ پر کفر کا فتویٰ لگا کر ان کی نسبت یہود کا یہی عقیدہ تھا کہ ان کی روح خدا کی طرف نہیں اٹھائی گئی۔یہی عقیدہ مخالفین قوم کا میرے حق میں ہے یعنی وہ کہتے ہیں کہ یہ شخص کافر ہے اس کی روح خدا تعالیٰ کی طرف نہیں اٹھائی جائے گی۔اُن کے رد کے لئے خدا تعالیٰ مجھے فرماتا ہے کہ بعد موت مَیں تیری رُوح اپنی طرف اٹھاؤں گا اور یہ جو فرمایا اِنِّیۡ مُتَوَفِّیۡکَ اس میں ایک اور پیشگوئی مخفی ہے اور وہ یہ ہے کہ توفّی زبان عرب میں اس قسم کی موت دینے کو کہتے ہیں جو طبعی ہو بذریعہ قتل یا صلیب نہ ہو جیسا کہ علامہ زمخشری نے اپنی تفسیر کشاف میں زیر آیت یٰعِیۡسٰۤی اِنِّیۡ مُتَوَفِّیۡکَ یہ تفسیر لکھی ہے انّی ممیتک حتف انفک۔ یعنی میں تجھے طبعی موت کے ساتھ ماروں گا۔پس چونکہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ میرے قتل اور صلیب کے لئے بھی وہ کوشش کی جائے گی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے کی گئی۔اس لئے اُس نے بطور پیشگوئی مجھے بھی مخاطب کر کے یہی فرمایا کہ یٰعِیۡسٰۤی اِنِّیۡ مُتَوَفِّیۡکَ یہ اس میں یہی اشارہ تھا کہ مَیں قتل اور صلیب سے بچاؤں گا اور ظاہر ہے کہ میرے قتل اور صلیب کے لئے بہت کوششیں ہوئیں جیسا کہ میرے قتل کے لئے علماء قوم نے فتوے دیے اور ایک جھوٹا مقدمہ پھانسی دلانے کے لئے میرے پر بنایا گیا جس میں مستغیث پادری ڈاکٹر مارٹن کلارک تھا اور مجملہ گواہوں کے مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی تھے ..... چنانچہ شہادتیں بر خلاف میرے پورے طور پر گذر گئیں مگر خدا نے مجھے مقدمہ سے پہلے ہی اطلاع دی تھی کہ ایسا مقدمہ ہوگا اور مَیں تجھے بچاؤں گا اور وہ وحی الٰہی قریبًا ساٹھ یا ستر یا اسی آدمی کو قبل از مقدمہ سنائی گئی تھی۔چنانچہ خدا نے مجھے اپنی پاک وحی کے مطابق اس جھوٹے الزام سے عزّت کے ساتھ نجات دی۔پس وہ تمام کوششیں میرے پھانسی دلانے کے لئے تھی جیسا کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے کی تھی۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 362،363)